عربی کی ایک قلمی کتاب سے

تاریخِ ہند پر نئی روشنی

از

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق استاذ ادبیات عربی دہلی یونی ورسٹی)

(۲)

شیخ مبارک نے کہا: میں بڑی بڑی فتوحات میں سلطان (محمد بن تغلق) کے ہم رکاب رہا، مختصراً کچھ چشم دید حالات بیان کرتا ہوں۔ سلطان نے سب سے پہلے تلنگانہ فتح کیا، یہ وسیع مملکت ہے، اس میں نو لاکھ نو سو گاؤں ہیں۔ اس کے بعد جاج نگر (اوڑیسہ)، جہاں ستر شاندار شہر ہیں، سب کے سب ساحلِ سمندر پر۔ جاج نگر کی آمدنی کا ذریعہ جواہرات، ہاتھی، مختلف قسم کا سوتی کپڑا، عطر اور خوشبودار جڑی بوٹیاں ہیں۔ اس کے بعد لکھنوتی (بنگال) کو مسخر کیا، یہاں نو راجاؤں کی حکومت تھی۔ اس کے بعد دیوگیر (دواگیر) کو جہاں چوراسی زبردست قلعے ہیں۔" شیخ برہان الدین ابوبکر بن خلال بزّی کی رائے ہے کہ دیوگیر میں بارہ لاکھ گاؤں ہیں، اس جملۂ معترضہ کے بعد اب ہم شیخ مبارک کا بیان جاری رکھتے ہیں: دیوگیر کے بعد سلطان نے دور سمند کی ریاست فتح کی، یہاں سلطان بلال دیو اور پانچ غیر مسلم راجاؤں کی حکومت تھی۔ اس کے بعد معبر کا علاقہ فتح کیا، اس شاندار ریاست میں نوے بندرگاہ ہیں، اس کی آمدنی کا انحصار عطریات، خوشبودار اشیاء، سلے کپڑوں، سوتی پارچہ اور غیر ملکی عمدہ اور نادر مصنوعات پر ہے۔

فقیہ علامہ سراج الدین ابو صفار عمر بن اسحاق بن أحمد شبلی عَوضی نے جو ہند کے صوبہ عوض (أودھ) کے باشندے اور ممتاز فقہاء کے اُس زمرہ سے ہیں جو سلطان دہلی کی خدمت میں رہتے ہیں، بیان کیا کہ بادشاہ کی عمل داری میں تیئیس[23] بڑے صوبے ہیں :- (۱) دہلی ۔ (۲)- دیوگیر (دواگیر) ۳- ملتان ۔ ۴- کہرام (کہران) ۵- سامانا ۔ ۶- سیوستان (سومنات) ۷- اُچ (وجا) ۸- ہانسی (ہاسی) ۹- سرستی ۔ ۱۰- مَعْبَر ۱۱- تِلنگانہ (تلنگ) ۱۲- گجرات ۔ ۱۳- بداؤں ۔ ۱۴- عَوض (أودھ) ۱۵- قنوّج ۔ ۱۶- لکھنوتی ۔ ۱۷- بہار ۔ ۱۸- کَرہ ۔ ۱۹- مالوہ (ملاق) ۲۰- لاہور (لہاور) ۲۱- کلانور (کانور) ۲۲- جاج نگر ۔ ۲۳- تلنج ۔ ۲۴- دورا سمندر (دور سمند) ۔ ان صوبوں میں بارہ سو بڑے شہر ہیں جہاں سلطان کے نائب رہتے ہیں ۔

میں نے شیخ مبارک سے دہلی، اس کی بناوٹ اور نظام حکومت، کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ کئی شہروں کا مجموعہ ہے جس کے ہر شہر کا ایک مستقل اور جانا بوجھا نام ہے لیکن عملاً دہلی کا اطلاق سارے مجموعہ پر ہونے لگا ہے، دہلی طول و عرض میں دور تک پھیلا ہوا ہے، اس کی آبادی کا دور چالیس میل ہے ۔ عمارتیں پتھر اور اینٹ کی ہیں، چھتیں لکڑی کی اور فرش سنگِ مرمر جیسے ایک سفید پتھر کے ۔ دہلی کے مکان زیادہ سے زیادہ دو[2] منزلے ہوتے ہیں، مرمر کا فرش صرف شاہی عمارتوں میں لگایا جاتا ہے ۔ شیخ ابو بکر بن خلّال نے کہا کہ یہ پرانی دہلی کے مکانات کا خاکہ ہے، دہلی میں جو نئی بستیاں وجود میں آئیں، ان کے مکانوں کا انداز مختلف ہے ۔ اس وقت دہلی کا اطلاق اکیس[21] شہروں پر ہوتا ہے (یہاں باغ ایک سیدھے خط پر برابر برابر لگاتے گئے ہیں، ہر خط کی لمبائی مشرق، شمال اور جنوب میں بارہ

میل ہے، مغربی سمت میں باغ نہیں ہیں (اضافہ از فوٹو نسخہ ۲/۱۹۲) وجہ یہ ہے کہ مغرب میں کہایہ پہاڑ دہلی سے قریب ہیں۔ دہلی میں ایک ہزار اسکول ہیں، ان میں ایک کو چھوڑ کر جہاں شافعی فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے باقی سب حنفی مذہب ہیں۔ بیمارستان یا ہسپتال ستر ہیں، یہاں بیمارستان کو دارالشفاء کہتے ہیں۔ دہلی اور اس کے ماتحت علاقوں میں دو ہزار خانقاہیں اور سرائیں ہیں، شہر میں بڑی بڑی عمارتیں، لمبے چوڑے بازار اور بڑی تعداد میں حمام ہیں شہر کا سارا پانی کھلے کنوؤں سے نکالا جاتا ہے، ان کی گہرائی زیادہ سے زیادہ چودہ فٹ ہوتی ہے اور ہر کنوئیں پر چرخیاں لگی ہوتی ہیں۔ پینے کے لئے بارش کا پانی جو بڑے بڑے حوضوں میں جمع ہو جاتا ہے، استعمال کیا جاتا ہے، ہر حوض کا قطر تیر کی مسافت کے بقدر یا اس سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں وہ جامع مسجد ہے جس کا منارۂ اذان مشہور ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ روئے زمین پر بلندی میں اس کی نظیر نہیں۔ شیخ برہان الدین بن خلال بزی صوفی کی رائے میں قطب مینار کی اونچائی تقریباً بارہ سو فٹ ہے (چھ سو ذراع) شیخ مبارک نے کہا: دہلی میں تغلق شاہ کے جو محل اور کوٹھیاں ہیں وہ ان کے اور ان کی مستورات کے لئے مخصوص ہیں، ان میں ان کی باندیوں، محبوب کنیزوں، نوکروں اور غلاموں کے لئے کمرے ہیں۔ بادشاہ کے ساتھ کوئی خان یا امیر نہیں رہتا۔ یہ فوجی افسر صرف آداب بجا لانے حاضر ہوتے ہیں، پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ آداب وکورنش کے لئے دن میں دو بار حضوری ہوتی ہے، صبح کو اور بعد عصر۔ فوجی افسروں کے عہدوں کی ترتیب اس طرح ہے:۔ سب سے اوپر خان، پھر ملک، پھر امیر، پھر اصفہلار، پھر سپاہی۔ سلطان کی نوکری میں اسّی یا زیادہ خان ہیں اور لشکر نو لاکھ سواروں پر مشتمل ہے، ان کی ایک مقررہ تعداد دہلی میں رہتی ہے اور باقی مملکت کے دوسرے حصوں میں۔ ساری فوج کو سرکار

سے تنخواہ ملتی ہے اور سب پر بادشاہ کے لطف و کرم کا سایہ ہے۔

سلطان کے لشکر میں تُرک، خطا، فارس، ہند اور دوسرے ملکوں کے لوگ شامل ہیں، ہندی فوج میں دو۲ جنگجو قومیں قابلِ ذکر ہیں: بھالویں (بھیل؟) اور شطارو (چھتری؟)۔ ساری فوج گھوڑوں، اعلیٰ قسم کے ہتھیاروں اور شاندار وردیوں سے لیس ہے۔ اکثر فوجی افسر اور سپاہی فقہ سے دلچسپی لیتے ہیں اور کسی خاص فقہی مسلک سے وابستہ ہیں، لیکن عام مسلمان فقہ حنفی کے پیرو ہیں۔ سلطان کے پاس تین ہزار ہاتھی ہیں جو جنگ کے وقت لوہے کی سنہری پوشش (برگصطوان) پہنتے ہیں، دوسرے اوقات میں مختلف قسم کے ریشم اور کارچوب کی جھولوں میں ملبوس ہوتے ہیں، ان کی پیٹھ پر محل اور تخت بنا کر ان کو سجایا جاتا ہے، تخت پر کیلیں جڑ کر لکڑی کے بُرج بنائے جاتے ہیں اور ہندی سورما ان محلوں اور تختوں پر بیٹھ کر لڑتے ہیں، ایک ہاتھی پر اُس کی طاقت اور جُثّہ کے لحاظ سے چھ سے دس تک آدمی سوار ہوتے ہیں۔ سلطان کے بیس ہزار ترکی غلام ہیں اور بقول ترسی (ترزی؟) دس ہزار خصی لونڈے بھی۔ اس کے علاوہ ہزار خرندار (؟)، ہزار بشمقدار (؟)، اور دو لاکھ ایسے مسلح غلام (۵/ ۱۲) جو ہر وقت سلطان کے ہم رکاب رہتے ہیں اور اُس کے آگے لڑتے ہیں۔ سلطان کے خان، مَلِک، امیر اور اِصفہلار اپنے سپاہیوں کو گزارے کے لئے جاگیریں نہیں دیتے جیسا کہ شام اور مصر میں دستور ہے بلکہ ہر فرد کو گذارے اور رہنے کے لئے تنخواہ ملتی ہے ...... خان کی کمان میں دس ہزار سوار ہوتے ہیں، مَلِک کی کمان میں ہزار، امیر کی کمان میں سو، اور اِصفہلار کی کمان میں اس سے کم۔ ان سب فوجی افسروں کو سرکار سے جاگیریں ملتی ہیں جن کی آمدنی فوج کے مقررہ کوٹے کے لئے کافی ہوتی ہے بلکہ اکثر خرچ کے تخمینہ سے دوچند۔ جاگیر داد

کے علاوہ ہر خان کو دو لاکھ تنکے ذاتی خرچ کے لئے دئے جاتے ہیں، ایک لاکھ سو ہزار کے برابر ہوتا ہے اور ہر تنکہ آٹھ درہم (چار روپئے[1]) کے مساوی۔ یہ رقم خان کے ذاتی اخراجات کے لئے خاص ہے، اس سے فوج پر کچھ خرچ نہیں کیا جاتا۔ ہر مَلِک کی تنخواہ ساٹھ ہزار تنکہ سے پچاس ہزار تنکہ تک ہے اور اُمیر کی چالیس ہزار سے تیس ہزار تک، اِصفہلار کی تنخواہ بیس ہزار یا اس کے لگ بھگ۔ سپاہی کی تنخواہ دس ہزار تنکہ سے ہزار تنکہ تک، سلطان کے تُرکی غُلاموں کا مشاہرہ پانچ ہزار تنکہ سے ہزار تنکہ تک، کھانا، لباس اور گھوڑے کا چارہ مفت۔ سپاہیوں اور تُرکی غلاموں کو جاگیر نہیں دی جاتی، بلکہ خزانہ سے نقد تنخواہ ملتی ہے۔ سلطان کے ہر غلام کو مہینہ میں دو من گیہوں اور چاول راشن ملتا ہے اور تین سیر گوشت یومیہ اور پکانے کا متعلقہ سامان، اس کے علاوہ ہر ماہ چاندی کے دس تنکے، (چالیس روپئے) سال میں چار جوڑے۔ سلطان محمد بن تغلق کا ایک کارخانہ ہے جہاں ریشم اور کارچوب کا کام ہوتا ہے اور چار ہزار کاریگر ہیں جو خلعتوں، جوڑوں اور وردیوں کے لئے قسم قسم کے ریشمی کپڑے بُنتے اور کاڑھتے ہیں، اس کے علاوہ چین، عراق اور اِسکندریہ سے جو کپڑا درآمد ہوتا ہے وہ بھی یہاں کاڑھا جاتا ہے۔ سلطان ہر سال دو لاکھ جوڑے بانٹتا ہے، ایک لاکھ جاڑے میں اور ایک لاکھ گرمی میں۔ سردی کے جوڑے بیشتر اِسکندریہ کے کپڑے سے بنائے جاتے ہیں، اور گرمی کے اُس ریشم سے جو دہلی کے "دارالطراز" (کارچوب گھر) میں بُنا جاتا ہے، یا چین و عراق سے درآمد ہوتا ہے شاہی جوڑے خانقاہوں کے درویشوں کو بھی بانٹے جاتے ہیں۔ سلطان کے چار ہزار زرکار

---

[1] چاندی کا تنکہ چار روپئے اور تانبے کا چھ آنے کے برابر تھا کہ میری رائے میں یہاں موخر الذکر کو مراد لینا حقیقت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔

ہیں جو اس کے اور اس کے حرم کے کپڑے تیار کرتے ہیں اور خلعتیں بناتے ہیں جو سلطان کی طرف سے ارباب دولت، اور ان کی خواتین کو عطا کی جاتی ہیں۔ ہر سال تغلق شاہ دس ہزار عربی گھوڑے بانٹتا ہے، ان میں سے کچھ زین و لگام کے ساتھ دئے جاتے ہیں اور کچھ بغیر زین و لگام کے۔ زین اور لگام والے گھوڑوں کی قسمیں ہیں: ان میں سے کچھ کو محض پوشش یا وردی دی جاتی ہے اور کچھ پوشش کے علاوہ زیور سے بھی آراستہ ہوتے ہیں، بعض وردیوں پر چاندی کا کام ہوتا ہے اور بعض پر سونے کا، اور بعض کے زیور چاندی کے ہوتے ہیں اور بعض کے سونے کے، عربی گھوڑوں کے علاوہ ترکی یا دوغلے گھوڑوں کی داد و دہش شمار سے باہر ہے۔ باوجودیکہ سلطان کی سلطنت میں گھوڑے خوب ہوتے ہیں، اور بڑی تعداد میں باہر سے بھی در آمد کئے جاتے ہیں، لیکن چوں کہ وہ گھوڑے بانٹنے میں بڑا فیاض ہے، اس لئے ہر ملک سے گھوڑے منگاتا ہے اور اس مد میں بڑی رقمیں صرف کرتا ہے، اور چوں کہ ہند میں شاہی داد و دہش کے علاوہ، بڑے بڑے لشکروں کی ضروریات اور ملک کی بڑھی ہوئی آبادی کے زیر اثر گھوڑوں کی مانگ زیادہ ہے اس لئے یہاں گھوڑے بہت مہنگے ہوتے ہیں اور ان کے تاجر خوب نفع کماتے ہیں

بحرین کے اُن رئیس تاجروں میں سے جو سلطان کو عربی گھوڑے فراہم کرتے ہیں، ایک بڑے تاجر علی بن منصور عُقیلی نے مجھے بتایا کہ ہند کے لوگ عمدہ گھوڑے کی ایک خاص پہچان رکھتے ہیں، اس پہچان والے گھوڑے کو وہ ہر قیمت میں خرید لیتے ہیں۔

سلطان محمد بن تغلق کا بڑا وزیر (نائب) ایک خان ہے جس کو اُمیرت (۶) کہتے ہیں، اُس کی سرکاری جائداد حکومتِ عراق سے کم نہیں ہوگی، سلطان

کا ایک وزیر ہے جس کی جائداد بھی عراق کے لگ بھگ ہے۔ بادشاہ کے چار مزید نائب ہیں جن میں سے ہر ایک کو 'شِق' کہتے ہیں، اور ہر ایک کا مشاہرہ بیس ہزار تنکہ سے لے کر چالیس ہزار تنکہ تک ہے، سلطان کے چار دبیر یا سکرٹری ہیں ہر سکرٹیری کو حکومت کی طرف سے بڑی آمدنی والا ایک بندرگاہ ملا ہوا ہے۔ ہر سکرٹیری کے ماتحت تین سو کلرکوں کا عملہ ہے، صفِ آخر کے کلرک کی تنخواہ دس ہزار تنکہ (دس تنکہ - فوٹو نسخہ) ہے، صفِ اول کے کلرکوں کو سرکار کی طرف سے گاؤں اور جائدادیں ملتی ہیں، بعض کے پاس پچاس پچاس گاؤں ہیں۔ صدر جہاں یا قاضی القُضاۃ کمال الدین بن بُرہان کی جائداد دس دیہاتوں پر مشتمل ہے جن سے قریب ساٹھ ہزار تنکہ آمدنی ہوتی ہے، قاضی القضاۃ کو صدرُ الأسلام بھی کہتے ہیں، شیخ الأسلام یا شیخ الشُّیُوخ کی جائداد بھی اسی قدر ہے، مُحتَسِب کا مُشاہرہ ایک گاؤں ہے جس سے سالانہ آٹھ ہزار تنکے وصول ہوتے ہیں۔ سلطان کے بارہ سو طبیب ہیں، دس ہزار یزدار (؟) یہ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اور سدھاتے ہوئے پرندوں سے شکار کھیلتے ہیں۔ تین ہزار آدمی شکار ہکانے پر مامور ہیں۔ ندیموں کی تعداد پانچ سو ہے، گانے بجانے والے بارہ سو ہیں، یہ تعداد اُن ہزار غلاموں کے علاوہ ہے جو خاص طور سے گانا سیکھنے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ شاہی دربار میں ایک ہزار لطیف ذوق عربی، فارسی اور ہندی کے شاعر ہیں۔ شاہی انعامات کے ماسوا ان کو سرکار سے تنخواہ بھی ملتی ہے۔ سلطان کا کوئی گویا اگر کسی غیر کو گانا سنا دے تو اس کو موت کی سزا دی جاتی ہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ میں نے شیخ مبارک سے گانے بجانے والوں کی تنخواہ دریافت کی تو انھوں نے لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ ندیموں کی تنخواہ بتا سکتا ہوں: کسی کو ایک گاؤں، کسی کو دو، اس کے علاوہ علی حسبِ مراتب بیس

ہزار تنکہ سے تیس اور چالیس ہزار تنکہ نقد روپیہ اور خلعتیں، جوڑے اور جنس (۹)

شیخ مبارک نے کہا: سلطان محمد بن تغلق کے دستر خوان پر صبح شام بیس ہزار آدمی کھانا کھاتے ہیں، ان میں خان، ملوک، امیر، اصفہلار، اور فوج کے دیگر اکابر بھی ہوتے ہیں۔ دستر خوانِ خاص پر سلطان کے ساتھ دو سو فقیہ ہوتے ہیں جو مختلف مسائل پر اس کے سامنے بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔ شیخ ابوبکر بن خلال بزّی نے کہا کہ میں نے شاہی باورچی سے پوچھا کہ ہر دن کتنی راسیں ہوتی ہیں تو اس نے بتایا: "ڈھائی سو گائیں، دو ہزار بکریاں، ان کے علاوہ موٹے گھوڑے اور قسم قسم کے پرندے بھی کاٹے جاتے ہیں"۔ شیخ مبارک نے کہا: سلطان کی مجلس میں صرف بڑے فوجی افسر حاضر ہوتے ہیں یا وہ سپاہی جن کی موجودگی ناگزیر ہو۔ اسی طرح بادشاہ کی 'مجلسِ خاص' میں صرف بڑے فوجی افسر حاضر ہوتے ہیں یا وہ سپاہی جن کی موجودگی ناگزیر ہو۔ اسی طرح بادشاہ کی 'مجلس خاص' میں ندیم اور گویئے ایک ساتھ نہیں آتے بلکہ باری باری سے، اور اسی طریقہ پر سکریٹری، طبیب اور ان کے دوسرے ہم رتبہ عمل کرتے ہیں، شاعروں کی باریابی مخصوص تقریبوں اور تہواروں پر ہوتی ہے جیسے عیدِ رمضان اور عیدِ حج یا نئی فصل کے وقت یا رمضان پر، یا فتح کی خوشی پر یا کسی ایسی تقریب پر جب بادشاہ کو مبارکباد یا مدح پیش کی جاتی ہوں اور فوجی معاملات کا انتظام وزیر اعلیٰ یا امریت کے ہاتھ میں ہے۔ ہندی اور نووارد فقہاء اور عالموں کے تمام معاملات کا انچارج صدر جہان ہے اور شیخ الاسلام، ہندی و نووارد درویشوں کے معاملات کا۔ ہندی و نووارد عام افراد اور اسی طرح ہندی و نووارد شعراء کے ناظم امور سکریٹری ہوتے ہیں۔

قاضی القضاۃ ابو محمد حسن بن محمد غوری حنفی نے مجھے بتایا کہ سلطان محمد

بن تغلق نے اپنے سکریٹری بیغصان (بیغضان ؟) کو (ایران کے ایلخانی سلطان) ابوسعید کے پاس سفیر بنا کر بھیجا اور اس کی تحویل میں ایک لاکھ تنکے دئے اور کہا کہ یہ رقم بصرہ، کوفہ اور عراق کے مزاروں کے مجاوروں میں بانٹ دینا، بیغصان کی نیت خراب تھی، اس نے اپنی ساری دولت ساتھ لی اور یہ ارادہ کر کے عازمِ سفر ہوا کہ پھر لوٹ کر سلطان کے پاس نہیں آئے گا، اتفاق کی بات ہے کہ وہ اس وقت پہنچا جب ابوسعید کا انتقال ہو چکا تھا بیغصان کی بن آئی اور وہ بغداد چلا گیا، اُس کے اور اُس کے ساتھیوں کے ساتھ تقریباً پانچ سو گھوڑے تھے، بغداد سے وہ دمشق آیا، راوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ پھر عراق لوٹ گیا اور وہاں مستقل اقامت اختیار کر لی ہے۔ شیخ ابوبکر تزی نے کہا کہ سلطان تغلق کا جاہ و جلال دیکھ کر دل کانپتے ہیں اور جب اس کا جلوس نکلتا ہے تو زمین لرزتی ہے۔ وہ امورِ مملکت سے گہری دلچسپی لیتا ہے اور بہ نفسِ نفیس انصاف کرنے بیٹھتا ہے خواجہ احمد بن خواجہ عمر بن مسافر نے کہا کہ سلطان رعایا کی درخواستوں پر غور کرنے کو عام دربار کرتا ہے، اُس وقت سکریٹری کو چھوڑ کر کسی انسان کو ہتیار تو کیا چاقو تک لے کر اس کے حضور میں آنے کی اجازت نہیں ہوتی، لیکن وہ خود پوری طرح ترکش (۵/۱۵) کمان اور تیر سے مسلح ہوتا ہے، اس کا معمول ہے کہ جہاں بیٹھتا ہے ہتیار ساتھ ہوتے ہیں۔

سلطان کی سواری کبھی جنگ کے لئے نکلتی ہے، کبھی دہلی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک محل سے دوسرے محل کو جانے کے لئے۔ جب وہ میدانِ جنگ کو جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے پہاڑ چل رہے ہیں، ریگ بہ رہا ہے، سمندر اُمنڈ آئے ہیں، بجلیاں چمک رہی ہیں اور ایسے منظر دکھائی دیتے

ہیں جن کو آنکھیں باز نہیں کرتیں، اور جن کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ بادشاہ کی ہتنی پر ایک شہر یا مستحکم قلعہ ہوتا ہے (جس میں وہ بیٹھتا ہے) ہر طرف دھول ہی دھول نظر آتی ہے اور دن کے رُخِ روشن پر خاک کے سیاہ بادل چھا جاتے ہیں۔ سلطان کا شعار کالا جھنڈا ہے جس کے بیچ میں ایک سنہری پٹی ہوتی ہے۔ کسی اور کو کالا جھنڈا رکھنے کی اجازت نہیں۔ فوج کے میمنہ میں کالے جھنڈے ہوتے ہیں اور میسرہ میں لال، ان پر بھی سنہری پٹیاں ہوتی ہیں۔ باقی افسروں کے جھنڈے حسب حیثیت ہوتے ہیں۔ (باقی)

"ندوۃ المصنفین کی تازہ ترین کتاب

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا نہایت مفصل و مبسوط اور محققانہ تذکرہ جس میں آپ کے حالات و سوانح، عظیم الشان کارناموں، دینی اور سیاسی خدمات، مکارم اخلاق اور عہدِ صدیقی کے تمام واقعات کے علاوہ اس دور کے اہم دینی و سیاسی، فقہی اور تاریخی مباحث و مسائل پر سیر حاصل کلام کیا گیا ہے" صدیق اکبر" اپنے اسلوب بیان اور اندازِ تحقیق کے اعتبار سے ایک لاثانی کتاب ہے جس کی خصوصیتوں کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔

صفحات تقریباً ۵۰۰ بڑی تقطیع کتابت و طباعت نہایت نفیس و دیدہ زیب

قیمت غیر مجلد سات روپے۔

مجلد آٹھ روپے،